پروفیسر ماریہ بلقیس
ویمنس کالج، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

حبیب گنج کللکشن کی

ایک قدیم فارسی بیاض کا تعارف

فارسی متون کے سلسلے میں بیاضوں کی اور تذکروں کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے کہ یہ انتقادی متن کی تیاری میں بڑے اہم مآخذ کا کام کرتی ہیں، اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ کوئی شاعر یا ادیب ایسا نہیں ہے جسکا کلام انتقادی متن کے لحاظ سے کسی ایسے درجہ پر پہنچ چکا ہو جو ہر طرح کے شک وشبہ سے پاک ہو، اس صورت میں ایسے تمام مآخذ و وسائل کی بازیافت جو تنقیدی متن کی تیاری میں مفید ہوئے ہوں اہم فریضہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی اس طرح قرار واقعی توجہ نہیں دی گئی ہے، بیاضوں کی اہمیت پر میری اطلاع میں سب سے پہلے ایک اہم مضمون جناب سید نفیسی کا ''امغان علمی'' میں شائع ہوا جن میں اکثر قدیم بیاضوں کا تعارف کرایا گیا تھا لیکن یہ محض پہلی کوشش تھی۔ ادھر کافی اہم فرہنگوں کے بارے میں ضروری معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں، ڈاکٹر قاسم غنی نے تصوف میں تاج الدین وزیر کا تفصیلی تعارف پروفیسر نذیر احمد نے ایک مقالے کے ذریعہ جونذر عبدالحمید میں شائع ہوا ہے۔ مفصل طور پر کرایا ہے۔ یہ بیان ۷۸۲ھ یعنی حافظ شیرازی کی وفات سے ۱۰ سال قبل اس طرح مرتب ہوئی ہے کہ اس میں معاصر شعراؤ علما

فضلاً کے اپنے خط میں انکے کئے ہوئے انتخاب شامل ہیں، مدراس اورینٹل انسٹی ٹیوٹ، میں ایک بیاض مجموعۂ یغمور ہے جس کا تفصیلی تعارف عرصہ پہلے پروفیسر عابدی صاحب کرا چکے ہیں راقم السطور نے اس بیاض سے اپنے تحقیقی مقالے کی (Ph.D.) تیاری میں اس سے مختلف شعراٗ کے کلام کی جمع آوری وتصحیح و ترتیب میں مدد لی ہے۔ یہ آٹھویں صدی کے قریب کی ہوگی، مسلم یونیورسٹی کے کتابخانے میں مونس الحرار نام کی فارسی کی بیاض اسکی ترتیب کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہوسکی موجود ہے جس کا مرتب کلاتی اصفہانی ہے اور جو ۷۰۲ھ میں تیار ہوئی تھی۔ پروفیسر نذیر احمد صاحب نے اسکا نہایت تفصیلی تعارف فکرونظر کے ذریعے کرایا ہے۔ جاجرمی نے مونس الحرار ہی نام کی ایک بیاض ۷۴۱ھ میں مرتب کی جو فارسی کی تمام موجود بیاضوں میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اسکا تعارف مرزا محمد قزوینی جیسے فاضل محقق عرصہ ہوا کرا چکے ہیں اور یہ مقالہ ''بیست مقالہ'' میں شامل ہے۔ اس بیاض کے کئی نسخے دستیاب ہوئے ہیں اور اب یہ پوری بیاض میر صالح طیبی کی اعتناء وکوشش سے تہران سے شائع ہوگئی ہے۔ ہندوستان میں فیروزشاہ تغلق (فوت ۷۵۲ھ) کے دور میں ایک بیاض سیف جام ہروی نے مجموعۂ لطایف وسفینۂ ظرائف کے نام سے مرتب کیا تھا۔ اس بیاض سے پروفیسر محمود شیرانی نے استفادہ کیا تھا اور اپنے اس عالمانہ مضمون میں جو شمس العلماٗ عبدالغنی کی کتاب Pre-Mughal Persian کے تبصرہ پر مشتمل ہے اسکے کافی مندرجات شامل کئے تھے۔ ان کے سامنے برٹش میوزیم کا نسخہ تھا جو ناقص الطرفین تھا اور اسکی بنا پر شیرانی صاحب کو نہ اسکا عنوان معلوم تھا اور نہ مولف کا نام۔ خوش قسمتی سے پروفیسر نذیر احمد صاحب کو دانشکدۂ ادبیات کابل میں اس بیاض کے ایک اور نسخے کا علم ہوا جس میں مقدمہ موجود ہے، جس سے عنوان بیاض اور مرتب کا نام معلوم ہوگیا۔ آخرالذکر نے متعدد مضامین میں اس سے استفادہ کیا ہے۔ راقم نے بھی اس بیاض سے اپنے

مقالہ میں بھرپور استفادہ کیا۔ اس بیاض میں حافظ کے کلام کے سب سے قدیم مآخذ اسی کو سمجھنا چاہئے اس میں شامل حافظ کی ایک تاریخی غزل جو حافظ کے دیوان کے کسی نسخے میں شامل نہیں ہے، کا تعارف راقمہ نے کرایا ہے جو مجلۂ فکر و نظر میں شائع ہو چکا ہے اور حافظ کے کلام میں الحاق بہت بتایا گیا ہے لیکن اب تک کسی ایسی غزل یا نظم کی نشاندہی نہیں ہوسکی ہے جو دیوان کے کسی نسخے میں شامل نہ ہو۔ اور اس بنا پر اس بیاض کی بڑی اہمیت ہے اور بیاض کے دونوں نسخوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اسکی حیثیت بڑی حد تک شبہ سے پاک ہو جاتی ہے۔ ایران کے بعض دانشمندوں نے بیاضوں پر مضامین لکھے ہیں غرض ادھر چند سالوں میں بیاضوں سے متعلق کافی مواد سامنے آچکا ہے، لیکن ان سے متون کی تصحیح میں استفادہ کم ہی ہوا ہے ضرورت ہے کہ نہ صرف بیاضوں میں شامل مندرجات کا باقاعدہ تعین کیا جائے بلکہ زائد مواد کی نشاندہی کی جائے اور پھر ان سے تصحیح متن میں مدد لی جائے۔ گو بیاضوں کے تعلق سے تین طرح کے مطالعے سامنے آتے ہیں پہلا مرحلہ اہم بیاضوں کی بازیافت، دوسری مرحلہ ان بیاضوں میں شامل مندرجات کا تذکروں، دواوین اور دوسرے مجموعہ ہای کلام سے مقابلہ اور زاید کلام کا تعین، تیسرے مرحلہ میں انکے مندرجات کا تصحیح متن میں استعمال۔

اس تمہید کے بعد اب میں ایک قدیم بیاض کا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کتابخانے ذخیرۂ حبیب گنج میں ''مجموعۂ قصاید ۲/۴۹'' کے ذیل میں محفوظ ہے، تعارف کرانا چاہتی ہوں۔ یہ بیاض مونس الاحرار کلاتی، تاج الدین وزیر مونس الاحرار جاجرمی اور مجموعۂ لطایف وسفینۂ ظرائف سے مختصر ہے اور ترتیب کے لحاظ سے جامع نہیں ہے لیکن اسکے باوجود اہمیت سے خالی نہیں یہ بیاض ناقص الطرفین ہے، اس بنا پر نہ مرتب معلوم ہے اور نہ تاریخ ترتیب، البتہ بعض امور سے اس سلسلہ میں مدد مل سکتی ہے، اسمیں غزل گو شعرأ کا کلام شامل ہے، لیکن حسن دہلوی، امیر خسرو

اور حافظ کے کلام سے یہ بیاض عاری ہے، اول الذکر دو شاعروں کا تعلق ہندوستان سے تھا اس لیے اگر انکے کلام کو نظر انداز کیا گیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اس لیے کہ ایران میں یہ بیاض مرتب ہوئی ہوگئی اور ایرانی زبان و شعر کے معاملے میں ہندوستانی شعرأ کے لیے تھوڑی سی تنگ نظری برتتا ہے، لیکن حافظ کے کلام سے کس کا صرف نظر کرنا ناممکن تھا۔ اس وجہ سے اگر اسکواواسط آٹھویں صدی ہجری کا قرار دیا جائے تو درست ہوگا رمونس الاحرار جاجرمی جو ۷۴۱ھ میں مرتب ہوئی وہ حافظ کے کلام سے عاری ہے اور مجموعۂ لطایف جو ۷۵۲ھ کے بعد سے مرتب ہونا شروع ہوا، اس میں حافظ کا کلام شامل ہے۔ اس بنا پر (نیرا یہ قیاس) ہے کہ یہ بیاض ۷۵۰ھ سے قبل لکھی گئی ہوگئی۔

اس بیاض میں قصاید، قطعات، غزلیات اور رباعیات شامل ہیں، پہلا جز و قصاید و قطعات پر حاوی ہے۔ ص: ۱ تا ۲۲۸۔

پہلا قصیدہ ناقص ہے، نہ شاعر کا نام معلوم ہو سکا اور نہ مطلع ہے۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ قصیدہ مجموعہ کا پہلا قصیدہ ہے، بھرحال اس بیاض کی ابتدائی ابیات یہ ہیں۔

از تف اینست برروی فلک ہموارہ تاب   وہ زنم آنست بر پشت سما پیوستہ چین

گرد داز نیمش چو زندان وحصار و بند و غل   گر کند برعزم جنگ اندر خراسان اسپ زین

قصر بر خاقان ترک و تخت بردار آ و روم

طوق بر پیشانی دو تاج بر فغفور چین

آخری ابیات یہ ہیں:

جز ترا ہرگز زمدوحاں نکردم بندگی

جز ترا ہرگز زمخدومان گفتم آفرین

دشمنت در آب حسرت باد چون ہامان غریق

حاسدت در خاک محنت باد چون فرعون قصاید

بدسگالانت زبد روزی چو اصحاب الشمال

نیک خواہانت ز پیروزی چو اصحاب الیمین

دوستانرا بزمگاہت غایت حسن الماب

دشمنراا ز نگاہت آیت حق الیقین

آخری قصیدہ قوام الدین مطرزی کا ہے۔ اس بیاض کے آخری حصوں میں قطعات قصاید کے ساتھ ملے جلے ہیں۔ قطعات ص: ۲۴۵ تا ۲۸۸۔

پہلا قطعہ بغیر ضبط نام شاعر ہے اور اس طرح شروع ہوتا ہے۔

سرورا در خدمتت کردم سفر

آخری قطعہ انوری کا ہے: ص: ۲۸۸

شکر ایزد را کہ تا من بودہ ام

غزلیات: ص: ۲۸۸ تا ۳۳۱

پہلی غزل عبدالواسع جبلی کی ہے جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

من کیم کاندیشۂ تو ہم نفس باشد مرا

آخری غزل رفیع الدین لبنانی کی ہے، جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

کاروان میرود و بار سفر می بندد۔ ص: ۳۳۱

رباعیات: ص: ۳۳۱ تا ۳۶۰

ا۔ رباعیات فی التوحید، پہلی رباعی۔

بی نام تو آغاز سخن زیبا نیست

ب۔ در حقیقت و موعظت، ص:۳۳۲

ج۔ در مدح ملوک ص:۳۳۳ تا ۳۴۸، ۳۵۳ تا ۳۵۸ (اوراق بے ترتیب ہیں)

د۔ رباعیات بترتیب ہجائی۔ ص:۳۴۹ تا ۳۵۲، ۳۵۸ تا ۳۶۰ (اوراق بے ترتیب ہیں)

ہ۔ رباعیات عمر خیام: اسکے ذیل میں نسخہ ناتمام رہ جاتا ہے۔ یہاں خیام کی صرف چھ رباعیاں درج ہوئی ہیں۔

قصائد اور قطعات حسب ذیل ۵۷ شعرأ کے ہیں۔

مختاری، ضیاء الدین فارسی، جمال الدین عبدالرزاق، رشید وطواط، ادیب صابر، سیفی نیشاپوری، شمس دلیمی، اثیر الدین اوحانی، سید حسن غزنوی، سید بنت ناصر، شرف الدین ساری، نجیب جرباذقانی، فخر الدین عراقی، امیر معزمی، ازرقی ہروی، ظہیر فاریابی، عبدالواسع جبلی، لامعی گرگانی، عزالدین شروانی، کمال اسماعیل، امامی ہروی، عطار نیشاپوری، رضی الدین نیشاپوری، عیسی حوسترمی، سیف اسفرنگی، سید اشرف کاشانی، خاقانی شیروانی، عمادی غزنوی، ابوالعلا گنجوی، فلکی شروانی، روحانی غزنوی، اثیر اخسیکتی، انوری، فتوحی۔۔ سراج الدین قمری، اوحد الدین گرگانی، فرید الدین کاتب، کمال الدین زیاد، حسام الدین نسفی، بہاء الدین مرغینانی، مجد ہمگر، سید اشرف (کاشانی)، فردوس خاتون، سدید الدین اعور رشید ہروی، موید زرگر، امیر خواجہ سمرقندی، بوالمعالی نحاس، قوام الدین معلرزی، بدر الدین دمزاجی، رشید سمرقندی، عماد الدین شروانی، سنائی (قطعہ) سید ہمزہ ہروی، شمس الدین کاشی، جلال الدین اثیری۔

اس فہرست میں بعض اہم فارسی شعرأ جیسے رودکی سمرقندی، عنصری، فرخی، عسجدی، اسدی، منوچہری، مسعود سعد سلمان، ناصر خسرو، حکیم قطران، ابوالفرج رونی، سوزنی وغیرہ کا عدم

شمول کہتا ہے۔

حسب ذیل ۲۸ غزل گو شعرا کا کلام نقل ہوا ہے۔

عبدالواسع جبلی، معزی، مجیر بیلقانی، اثیر اخسیکتی، عزالدین شروانی، کمال الدین زیاد۔ حکیم انوری، شرف الدین شغروہ، نظامی گنجوی، سعدی شیرازی، ہمام تبریزی، عراقی، کمال الدین ریحانی، اوحدالدین گرگانی، سیف فرغانی، شمس الدین کاشی، حکیم سنائی، ادیب صابر، مجدالدین عدنان، حسام الدین صدر الاسلام بخاری، سید ہمزی ہروی، فریدالدین عطار، یوسف کرمانی، ملک رضی الدین بابا، جلال عند، اصیل الدین بابی، سیف الدین بخاری اور رفیع الدین لنبانی۔

اس سلسلہ میں چند باتیں قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ عراقی کی متعدد غزل بدر جاجرمی نے مونس الحرار میں نقل کی ہیں۔ زیر نظر بیاض میں بھی اس شاعر کی غزلیں نقل ہوئی ہیں جس میں صرف حسب ذیل مشترک ہے۔

دل در گرہ زلف تو بستم دگر بار

ذوق شعر کا یہ اختلاف کتنا قابلِ توجہ ہے:

۲۔ سنائی کی صرف ۲ غزلیں نقل ہوئی ہیں، ان میں سے صرف ایک دیوان میں موجود ہے دوسری جو نہیں ہے وہ یہ ہے:

ای بیک دلبرک کافرک

۳۔ مولانا روم کی کوئی غزل منتخب نقل نہیں ہوئی ہے۔

۴۔ سعدی شیرازی کی حسب ذیل ۱۱ غزلیں شامل ہیں:

کدام کس بتو ماند کہ گویت کہ باتوئی

بخت جوان دارد آنکہ باتو قریبست

گر بدہ گونہ بپوشی و بصد لون آرائی

اگر دستم دہد روزی کہ انصاف از تو بستانم

ترا تا دیدن ما غم نباشد

ہر نو بتم کہ در نظر ای ماہ بگذری

اگرم حیات بخشی وگرم ہلاک خواہی

روزگاریست کہ سوداز دۂ روی توام

خاکپای عزیزت کہ عہد نشکنم

شادی بروزگار گدایان کوی دوست

مگر دگر سخن دشمنان بپوشیدی

۵۔ جنکے بعد غیر معروف شعرأ کا کلام، منتخب ہوا ہے، اس لحاظ سے یہ انتخاب زیادہ قابلِ ذکر ہے۔

حسب ذیل ۳۷ شعرأ کی رباعیات اس مجموعے میں شامل ہیں۔

سلطان محمود، عمر خیام، فخر الدین مبارکشاہ، شرف شفروہ، اسدی، عائشہ مقروی مہستی، احمد غزالی، اثیر اومانی، عمادی، سیف اسفرنگی، صدر الدین خجندی، فخر رازی، شمس الدین خالہ، بدر الدین فراہی، فخر الدین خالد، مخلص الدین بلخی، ناصر شیرازی، سوزنی، سراج قمری، افضل کاشی، سعدی، جمال الدین وزیر، کمال الدین زیاد، ملک طغانشاہ، لطیف ہمدانی، مجد ہمگر، رضی الدین نیشاپوری، غز الدین، شفروہ، موفق الدولہ، سلیمان شاہ، مبارک شاہ، شہریاری غوری، زوزنی، مجد شروانی۔

اس سلسلہ میں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ سلطان محمود کے نام سے یہ رباعی درج ہے:

مسعود برادرم شہ شیر عرین	می کرد حنومت ازلی تاج ونگین
کردیم دو بخت تا بیار امد کین	اوز یرزمین گرفت من روی زمین

واضحاً "یہ رباعی محمود کی نہیں ہے بلکہ محمود کے کسی بیٹے کی ہے۔

اس بیاض میں عمر خیام کے نام پہلے سلسلے سے ۱۷، دوسرے سلسلے سے ۴ اور تیسرے سلسلے سے ۶ رباعیاں نقل ہیں۔ یہ آخری سلسلہ ناتمام رہ گیا ہے۔ ان میں سے صرف چند ہی مطبوعہ نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔ بہر حال یہ دلچسپ موضوع نہایت درج قابلِ توجہ ہے اسکا فیصلہ کہ یہ ساری رباعیاں عمر خیام کی ہی ہیں بڑا مشکل ہے۔ خیام کو اکثر رباعیاں الحاقی بتائی جاتی ہیں اگر اس مجموعے میں منقول رباعیاں اسکی نہیں ہیں تو خیام کے کلام کے الحاق میں اس مجموعے سے معتد بہ اضافہ ہوا۔ ذیل میں ان رباعیوں کے پہلے مصرعے درج کیئے جاتے ہیں:

۱۔ گویند بہشت وکوثر باشد

۲۔ عاقل کہ دو چشم وعاقبت ایمن دارد

۳۔ اکنون کہ بہشت راہمی ماند دشت

۴۔ ہرچند کہ باحوال جہان درنگریم

۵۔ گردون سرکاسہ

۶۔ برخور دز جہان دہان کہ جہان می گذرد

۷۔ چون درحمل آید آفتاب ای ساقی

۸۔ یکچند نہان بردلا راشدیم

۹۔ ہرجان شریف کو شناسامی رہست

۱۰۔ گزتافتہ زلف یادگیری بہتر

۱۱۔ هر عمر که بی باده رعنا گذرد

۱۲۔ گویند فلان کسان کی بی برهنه‌اند

۱۳۔ در میکده جز بی وضو نتوان کرد

۱۴۔ در میکده مائیم و ہم آوازی چند

۱۵۔ گرد در میخانه بگردیم۔ زین بس

۱۶۔ مادر ہوس بادۂ نابیم ہمه

۱۷۔ طنبور و رباب و چنگ، نائی و دف و نی۔

۱۸۔ خورشید کند صبح بر بام افکند

۱۹۔ می رفت بتم و خروش و شور انگیزاں

۲۰۔ سر دفتر عالم معانی عشق است

۲۱۔ ایزد که کرد اشیار اہست

آخری سلسلہ کی چھ رباعیاں یہ ہیں:

۱۔ حل می نشود مشکلم از گنج علوم

۲۔ ای دل چو خلاصی را دری پیدا نیست

۳۔ دارنده زر بمرد و طرار بمرد

۴۔ با گردش چرخ در میاد تیر و برر

۵۔ از بہر خدا چو بر ہم و غم

۶۔ دور فلک و سر نجوم باد است۔

اسی پر مخطوطہ ختم ہو جاتا ہے کچھ ورق غائب ہیں:

خلاصہ کلام یہ کہ یہ مجموعہ اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے میں نے صرف اسکا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ یہ اسکے مطالعے کے سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ دوسرے کڑی اسکے زاید کلام کا تعین کرنا اور آخر میں شعرا کے دواوین کے تنقیدی متن کی تیاری میں اس مجموعے کے اشعار سے مدد لینا ہوگا۔